ایکسپائر(Expire)
ادویات
بیچنے کا شرعی حکم

تالیف

زید مجدہ
مولانا محمد عبد الرب شاکر عطاری

پیشکش

مجلسِ افتاء(دعوتِ اسلامی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایکسپائر (Expire) ادویات بیچنے کا شرعی حکم

تالیف

مولانا محمد عبد الرب شاکر عطاری زید مجدہ

پیشکش

مجلسِ افتاء (دعوتِ اسلامی)

بسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ وعلی آلک واصحبک یاحبیب اللہ

دار الافتاء اهلسنت

جامع مسجد زینب، محمدیہ کالونی، مدینہ ٹاؤن فیصل آباد۔ پاکستان

کیافرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ میڈیکل فارمیسی میں بعض اوقات ادویات ایکسپائر ہو جاتی ہیں، جس کا میڈیکل اسٹور والے کو علم ہوتا ہے، تو کیا جان بوجھ کر گاہک کو ایکسپائر ادویات فروخت کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اور جب گاہک کو ادویات کے ایکسپائر ہونے کا علم ہو تو اسے شرعا واپس کرنے کا حق حاصل ہے یا نہیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

میڈیکل اسٹور میں جو ادویات ایکسپائر (expire) یعنی زائد المیعاد ہو جائیں، تو ان کے ایکسپائر ہونے کا علم ہوتے ہوئے، انہیں مریضوں کے لیے بغیر بتائے فروخت کرنا شرعا ناجائز، حرام و گناہ ہے، کیونکہ ایکسپائر ادویات عموماً مضر (نقصان دہ) ہوتی ہیں، بلکہ بعض اوقات تو جان لیوا بھی ثابت ہو جاتی ہیں اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی کو ضرر (نقصان) پہنچانے سے منع فرمایا ہے۔

اور ایکسپائر ادویات فروخت کرنا قانوناً بھی جرم ہے کہ جس کے مرتکب کو سزا اور ذلت کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور فقہائے کرام لکھتے ہیں کہ مُلک کا ایسا قانون جو خلافِ شرع نہ ہو اور اس کا ارتکاب قانوناً جرم ہو، جس بنا پر سزا اور ذلت کا سامنا کرنا پڑتا ہو، تو ایسے قانون کی خلاف ورزی کرنا شرعاً بھی جائز نہیں ہے، کیونکہ یہ خود کو ذلت و رسوائی پر پیش کرنا ہے اور انسان کا خود کو ذلت پر پیش کرنا بھی ناجائز و گناہ ہے، لہٰذا زائد المیعاد یعنی ایکسپائر ادویات فروخت کرنے کی قانونی اور شرعی دونوں اعتبار سے اجازت نہیں۔

ایکسپائر ادویات کو فروخت کرنے کے ناجائز ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ادویات کا

ایکسپائر ہو جانا ایک عیب ہے، کیونکہ عیب ہر اس چیز کو کہتے ہیں کہ جس کے باعث تاجروں کی نظر میں شے کی قیمت کم ہو جائے اور جب ادویات ایکسپائر ہوتی ہیں، تو ان کی قیمت بہت کم، بلکہ نہ ہونے کے برابر ہی ہوتی ہے اور عیب دار چیز کا عیب بتائے بغیر آگے فروخت کرنا شرعاً ناجائز و گناہ اور حرام ہے، لہٰذا میڈیکل اسٹور والے کا جان بوجھ کر ایکسپائر ادویات گاہک (Customer) کو بتائے بغیر فروخت کرنا، ناجائز و گناہ ہے۔

نیز یہ کہ بتائے بغیر ایکسپائر ادویات فروخت کرنے میں دھوکا دہی بھی ہے، کیونکہ گاہک مرض سے حصولِ شِفا کے لیے ادویات کو (useable) قابلِ استعمال ہی سمجھ کر خریدتا ہے، جبکہ دُکاندار اَدویات کے ایکسپائر ہونے کو بتائے بغیر فروخت کر دیتا ہے، تو یہ دھوکا ہے اور دھوکا دینا حرام ہے، خواہ کسی کافر کو ہی دیا جائے۔

گاہک (Customer) کو وقتِ خریداری ادویات کے ایکسپائر ہونے کا علم نہ تھا، بعد میں معلوم ہوا، تو شریعت نے اسے واپس کرنے کا اختیار دیا ہے، کیونکہ ادویات کا ایکسپائر ہونا، ادویات کا عیب دار ہونا ہے اور جب کوئی شخص بغیر علم کے عیب دار چیز خرید لے تو شریعت اسے واپس کرنے کا حق دیتی ہے۔

نیز یہ کہ ایکسپائر ادویات کی قیمت انتہائی کم ہوتی ہے، بلکہ نہ ہونے کے برابر ہوتی ہے اور مالک کا اسے فروخت کر کے صحیح دوا والی قیمت وصول کرنا غبن فاحش ہے اور غبن فاحش سے مراد یہ ہے کہ کسی چیز کی ایسی قیمت سے خرید و فروخت کرنا جو قیمت لگانے والوں کے اندازے سے باہر ہو، مثلاً: ایک چیز دس روپے میں خریدی، تو کوئی تاجر اس کی قیمت پانچ اور کوئی چار اور کوئی چھ روپے بتاتا ہے اور جو چیز غبن فاحش کے ساتھ دھوکا دے کر فروخت کی جائے، تو خریدار کو اسے واپس کرنے کا اختیار ہوتا ہے، لہٰذا جیسے سو روپے والی صحیح دوا جب ایکسپائر ہو جائے تو انتہائی کم قیمت کی رہ جانے کی بنا پر بغیر بتائے دھوکا دے کر سو روپے میں ہی فروخت کر دینا، قیمت کا اندازہ لگانے والوں کے اندازے سے باہر ہونے کی وجہ سے خریدار واپس کر سکتا ہے۔

کسی انسان کی جان ضائع کرنے کے حرام ہونے کے بارے میں ارشادِ خداوندی ہے: ﴿مَنْ

قَتَلَ نَفْسًا بِغَیْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِی الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِیْعًا ترجمہ کنزالعرفان: ”جس نے کسی جان کے بدلے یا زمین میں فساد پھیلانے کے بدلے کے بغیر کسی شخص کو قتل کیا تو گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کر دیا۔“ (پارہ6، سورۃ المائدہ، آیت32)

مذکورہ بالا آیت کے تحت تفسیر نعیمی میں ہے: ””مَن“ سے مراد ہر انسان ہے، مؤمن ہو (یا) کافر، کیونکہ معاملات تمام انسانوں پر یکساں ہیں۔ قتل سے مراد مار ڈالنا ہے، خواہ دھاردار آلہ سے ہو یا زہر خورانی سے یا گلا گھونٹ کر یا کسی اور ذریعہ سے، بلکہ قتل کرنا، قتل کرانا، قاتل ظالم کی قتل پر مدد کرنا حتی کہ بعد قتل اس ظالم کو صاف بچالینا بھی سخت جُرم ہے کہ یہ بھی قتلِ نفس کے متعلقات سے ہے۔“ (تفسیر نعیمی، جلد6، صفحہ374،375، مکتبہ اسلامیہ، لاھور)

تفسیر صراط الجنان میں ہے: ”یہ آیتِ مبارکہ اسلام کی اصل تعلیمات کو واضح کرتی ہے کہ اسلام کس قدر امن و سلامتی کا مذہب ہے اور اسلام کی نظر میں انسانی جان کی کس قدر اہمیت ہے۔ اس سے اُن لوگوں کو عبرت حاصل کرنی چاہیے جو اسلام کی اصل تعلیمات کو پسِ پُشت ڈال کر دامنِ اسلام پر قتل و غارت گری کے حامی ہونے کا بدنما دھبا لگاتے ہیں۔“

(صراط الجنان، جلد2، صفحہ420، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

لوگوں سے ضرر کو دور کرنے کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”لا ضرر ولا ضرار، من ضار ضرہ اللہ، ومن شاق شق اللہ علیہ“ ترجمہ: نہ ضرر لو، نہ ضرر دو، جو ضرر دے اللہ عزوجل اس کو ضرر دے اور جو مشقت کرے، اللہ عزوجل اس پر مشقت ڈالے۔ (سنن دارقطنی، جلد4، صفحہ51، مؤسسۃ الرسالہ، بیروت)

الاشباہ والنظائر میں ہے: ”الضرر یزال، اصلھا قولہ علیہ الصلاۃ و السلام لا ضرر و لا ضرار“ ترجمہ: ضرر کو ختم کیا جائے گا، اس قاعدے کی اصل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے: ”نہ ضرر لو اور نہ ضرر دو۔“

(الاشباہ والنظائر، جلد1، صفحہ121، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

خود کو ذلت میں ڈالنے کے ناجائز ہونے کے بارے میں جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ اور مشکوٰۃ

المصابیح میں حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:"قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا ینبغی للمومن ان یذل نفسہ"ترجمہ:رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مومن کو جائز نہیں کہ خود کو ذلت ورسوائی میں مبتلا کرے۔

(جامع الترمذی،ابواب الفتن،جلد2،صفحہ498،مطبوعہ لاھور)

امام محمود بن احمد عینی علیہ رحمۃ اللہ القوی لکھتے ہیں:"اذلال النفس حرام"ترجمہ:نفس کو ذلت پر پیش کرنا حرام ہے۔

(البنایہ شرح الھدایہ،کتاب النکاح،جلد4،صفحہ619،مطبوعہ کوئٹہ)

خلافِ قانون امر کا ارتکاب کرنے کے بارے میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن لکھتے ہیں:"ایسے امر کا ارتکاب جو قانوناً، ناجائز ہو اور جرم کی حد تک پہنچے، شرعاً بھی ناجائز ہوگا کہ ایسی بات کے لئے جرم قانونی کا مرتکب ہو کر اپنے آپ کو سزا اور ذلت کے لئے پیش کرنا شرعاً بھی روا نہیں۔" (فتاوی رضویہ،جلد20،صفحہ192،رضافاؤنڈیشن،لاھور)

بغیر بتائے عیب دار چیز فروخت کرنے کے ناجائز ہونے کے بارے میں سنن ابن ماجہ میں ہے:"عن عقبۃ بن عامر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم یقول : المسلم اخوالمسلم ولایحل لمسلم باع من اخیہ بیعا فیہ عیب الابینہ لہ"ترجمہ:حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے اور جب مسلمان اپنے بھائی کے ہاتھ ایسی چیز بیچے جس میں عیب ہو تو جب تک وہ عیب بیان نہ کر دے، تو اسے بیچنا حلال نہیں۔"

(سنن ابن ماجہ،کتاب التجارات،جلد1،صفحہ162،مطبوعہ کراچی)

المعجم الکبیر میں ہے:"عن واثلۃ بن الاسقع قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم یقول من باع عیبا لم یبینہ لم یزل فی مقت اللہ او قال لم تزل الملائکۃ تلعنہ"ترجمہ:حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:جو شخص عیب دار چیز، بغیر عیب بتائے بیچے، وہ ہمیشہ اللہ کے غضب

میں رہتا ہے، یا فرمایا: اس پر ہمیشہ فرشتے لعنت بھیجتے ہیں۔

(المعجم الکبیر للطبرانی، جلد22، صفحہ65، مطبوعہ قاھرہ)

بحر الرائق میں ہے: "کتمان عیب السلعة حرام، وفی البزازیہ وفی الفتاوی: اذا باع سلعة معیبة علیہ البیان وان لم یبین قال بعض مشائخنا: یفسق وترد شھادتہ، قال الصدر: ولا ناخذبہ۔ **وقیدہ فی الخلاصة بان یعلم بہ**" ترجمہ: سامان کے عیب کو چھپانا حرام ہے اور بزازیہ اور فتاوی میں ہے: جب کسی نے عیب دار چیز کو بیچا، تو اس پر عیب کو بیان کرنا واجب ہے اور اگر عیب کو بیان نہیں کیا، تو ہمارے بعض مشائخ فرماتے ہیں: ایسے شخص کو فاسق قرار دیا جائے گا اور اس کی شہادت کو رد کیا جائے گا، صدر الشریعہ نے فرمایا: اور ہم اس قول کو نہیں لیتے **اور خلاصہ میں یہ قید بڑھائی گئی ہے کہ (یہ حکم تب ہو گا جب کہ) وہ (بیچنے والا) اس عیب کو جانتا بھی ہو۔**

(البحر الرائق، باب خیار العیب، جلد6، صفحہ58، مطبوعہ کوئٹہ)

مذکورہ بالا عبارت کے متعلق علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں: "قال في النهر: أي لا نأخذ بكونه يفسق بمجرد هذا، لأنه صغيرة. قلت: وفيه نظر، لأن الغش من أكل أموال الناس بالباطل فكيف يكون صغيرة، بل الظاهر في تعليل كلام الصدر أن فعل ذلک مرة بلا إعلان لا يصير به مردود الشهادة، وإن كان كبيرة" نہر الفائق میں ہے کہ (صدر الشریعہ کے قول "لا ناخذ" کا مطلب یہ ہے) کہ ہم بغیر بتائے عیب دار سودا بیچنے والے کو محض اس وجہ سے فاسق نہیں کہیں گے، کیونکہ بغیر بتائے عیب دار چیز بیچنا گناہ صغیرہ ہے۔ علامہ شامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ صاحبِ نہر کا اسے گناہ صغیرہ کہنا محلِ نظر ہے، کیونکہ لوگوں کا مال باطل طریقہ سے کھانا دھوکا ہے، پس یہ صغیرہ گناہ کیسے ہو سکتا ہے، بلکہ صدر الشریعہ کے کلام کی ظاہری علت یہ ہے کہ بلا اعلان محض ایک دفعہ کرنے سے ہم اسے مردود الشھادۃ نہیں کہیں گے، اگرچہ یہ کبیرہ گناہ ہے۔ (حقیقت یہ ہے کہ کسی کو دھوکے سے عیب دار مال بیچ کر رقم لینا صاف صاف دوسرے کا مال باطل طریقے سے کھانے میں داخل ہے اور دوسرے کا مال باطل طریقے سے کھانے کو قرآن کی نصِ قطعی نے واضح طور پر حرام قرار دیا ہے، لہٰذا ایسے فعل کی وجہ سے فاسق نہ ہونے کا تو سوال ہی

پیدا نہیں ہوتا، البتہ چونکہ تاجر عیب دار شے کو چھپا کر ہی بیچتا ہے اور یہ اگرچہ کبیرہ گناہ ہے لیکن کبیرہ گناہ بھی جب تک اعلانیہ نہ ہو تب تک فاسق معلن قرار نہیں دیا جاتا ہے اور جب تک معلن نہیں ہے، تو قاضی اس کے فاسق و مردود الشہادۃ ہونے کا حکم کیسے دے سکتا ہے؟ ہاں جب بار بار کرے گا تو خود ہی لوگوں میں مشہور ہو گا اور اب قاضی کا اس کے مردود الشہادۃ ہونے کا فیصلہ دینا بھی ممکن و درست ہو گا۔) (ردالمحتار، کتاب البیوع، جلد7، صفحہ229، مطبوعہ کوئٹہ)

بہار شریعت میں ہے: ''مبیع میں عیب ہو تو اس کا ظاہر کر دینا بائع (بیچنے والے) پر واجب ہے، چھپانا حرام و گناہِ کبیرہ ہے۔ یوہیں ثمن کا عیب مشتری پر ظاہر کر دیناواجب ہے۔''

(بہار شریعت، جلد02، صفحہ673، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

عیب کی تعریف کے متعلق فتاوی عالمگیری میں ہے: ''کل ما یوجب نقصانا في الثمن في عادۃ التجار فھو عیب ''ترجمہ: ہر وہ چیز جو تاجروں کے ہاں ثمن (ریٹ) میں کمی کا باعث بنے، وہ عیب ہے۔ (فتاوی عالمگیری، کتاب البیوع، جلد3، صفحہ72، مطبوعہ کراچی)

دھوکا دینے کی ممانعت کے بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: ''ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من حمل علینا السلاح فلیس منا ومن غشنا فلیس منا'' ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے ہم پر اسلحہ اٹھایا، وہ ہم میں سے نہیں اور جس نے ہمیں دھوکا دیا، وہ بھی ہم میں سے نہیں۔

(الصحیح لمسلم، کتاب الایمان، باب من غشنا فلیس منا، جلد1، صفحہ70، لاھور)

عقدِ بیع ہو جانے کے بعد خریدار کو خیارِ عیب حاصل ہونے کے بارے میں ہدایہ، بنایہ، فتح اور ردالمحتار میں ہے: واللفظ للاول ''اذا حصل الایجاب والقبول لزم البیع ولا خیار لواحد منھما الا من عیب اوعدم رؤیۃ'' ترجمہ: جب ایجاب و قبول حاصل ہو جائے، تو بیع لازم ہو جاتی ہے اور ان میں سے کسی کے لیے اختیار نہیں رہتا سوائے خیارِ عیب اور خیارِ رویت کے۔

(الھدایہ، جلد2، صفحہ20، مطبوعہ لاھور)

عقدِ بیع میں خیارِ عیب ذکر کیے بغیر بھی خیارِ عیب حاصل ہونے کے بارے میں فتاوی عالمگیری

میں ہے:”وخیارالعیب یثبت من غیر شرط...واذااشتری شیأ لم یعلم بالعیب وقت الشراء ولاعلمه قبله والعیب یسیراوفاحش فله الخیار“ترجمہ: خیارِ عیب بغیر شرط کے بھی حاصل ہو جاتا ہے اور جب کسی شخص نے ایسی شے خریدی کہ اس میں خریدتے وقت عیب معلوم نہ ہو اور نہ ہی خریداری سے پہلے عیب معلوم ہو اور عیب تھوڑا ہو یا زیادہ، تو خریدار کو چیز واپس کرنے کا حق حاصل ہوتا ہے۔

(فتاوی عالمگیری، کتاب البیوع، الباب الثامن، جلد3، صفحہ66، مطبوعہ کوئٹہ)

غبنِ فاحش کے ساتھ دھوکے سے خریدی گئی چیز واپس کرنے کے بارے میں تحفۃ الفقہاء میں ہے:”واصحابنا یفتون فی المغبون انه لا یرد ولکن هذافی مغبون لم یغرامافی مغبون غرفیکون له حق الرد“ترجمہ: اور ہمارے اصحاب غبن سے خریدی گئی چیز کے بارے میں فتوی دیتے ہیں کہ اسے واپس نہیں کیا جائے گا، لیکن یہ فتوی اس غبن سے خریدی گئی چیز کے بارے میں ہے کہ جس میں دھوکا نہ ہو، (یعنی بتا کر بیچا ہو) بہر حال جو چیز غبن کے ساتھ دھوکا دے کر فروخت کی گئی تو خریدار کو چیز واپس کرنے کا حق حاصل ہے۔

(تحفۃ الفقهاء، کتاب البیوع، باب الاقالۃ، جلد2، صفحہ108، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

بہارِ شریعت میں ہے:”کوئی چیز غبنِ فاحش کے ساتھ خریدی ہے، اس کی دو صورتیں ہیں: دھوکا دیکر نقصان پہنچایا ہے یا نہیں، اگر غبن فاحش کے ساتھ دھوکا بھی ہے، تو واپس کر سکتا ہے ورنہ نہیں۔ غبن فاحش کا یہ مطلب ہے کہ اتنا ٹوٹا (نقصان) ہے، جو مقومین (قیمت کا اندازہ لگانے والوں) کے اندازہ سے باہر ہو، مثلاً: ایک چیز دس روپے میں خریدی، کوئی اس کی قیمت پانچ بتاتا ہے، کوئی چھ، کوئی سات، تو یہ غبنِ فاحش ہے۔“

(بہارِ شریعت، جلد2، صفحہ691، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل **ورسولہ اعلم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــــہ

المتخصص فی الفقہ الاسلامی

عبدالرب شاکر عطاری مدنی

30رجب المرجب1442ھ15مارچ2021ء

الجواب صحیح

مفتی محمد قاسم عطاری

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حدیث پاک

''چار اشخاص اللہ عَزَّوَجَلَّ کے عرش کے سائے میں ہوں گے جس دن اللہ عَزَّوَجَلَّ کے عرش کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہو گا۔(۱)وہ جوان جس نے اپنی جوانی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کے لیے وقف کر دی۔ (۲)وہ شخص جو اپنے دائیں ہاتھ سے اس طرح چھپا کر صدقہ کرے کہ بائیں ہاتھ کو خبر نہ ہو(۳)وہ تاجر جو خرید و فروخت میں حق کا معاملہ کرتا ہو اور (۴)وہ شخص جو لوگوں پر حاکم ہو اور مرتے دم تک عدل وانصاف سے کام لے۔''

(الکامل فی ضعفاء الرجال، جلد8، صفحہ408، الحدیث2024)

978-969-722-139-4
01082101

فیضانِ مدینہ، محلّہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی کراچی
UAN +92 21 111 25 26 92 0313-1139278
www.maktabatulmadinah.com / www.dawateislami.net
feedback@maktabatulmadinah.com / ilmia@dawateislami.net